کشمیر میں انسانی حقوق کی جدوجہد

ارشاد محمود ○

مقبوضہ جموں وکشمیر میں انسانی حقوق کی بگڑتی صورتِ حال دُنیا بھر کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ انسانی حقوق کے ممتاز علَم بردار خرم پرویز کو ایک من گھڑت مقدمے میں بھارتی حکام نے نومبر ۲۰۲۱ءکوسری نگر سے گرفتار کیا۔ ان کی گرفتاری پر پوری دنیا میں انسانی حقوق کے حوالے سے حساس طبقوں نے زبردست احتجاج کیا۔ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کمیشن اور پروفیسر نوم چومسکی جیسے عالمی شہرت یافتہ اسکالر مسلسل ان کی رہائی کے لیے آواز بلند کرتے آرہے ہیں۔

خوش آیندہ بات یہ ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انھیں فراموش نہیں کیا گیا۔ گذشتہ ماہ ان کی رہائی کی مہم کو غیرمعمولی اہمیت ملی۔ اقوام متحدہ کی خصوصی نمایندہ برائے انسانی حقوق مری لاولرجو نے رہائی کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ ”انسانی حقوق کے حوالے سے کیے جانے والے ان کے غیرمعمولی کام کی بدولت ان پر مقدمہ قائم کیا گیا ہے“۔

اقوام متحدہ کے ورکنگ گروپ آن آربیٹریری ڈیٹنشن نے خرم پرویز کے مقدمہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہوئے ۱۶ صفحات پر مشتمل ایک رپورٹ جاری کی جس میں نہ صرف اُن کی فوری رہائی کا مطالبہ ہی نہیں کیا گیا بلکہ انھیں بے گناہ اور ضمیر کا قیدی قرار دیا گیا۔ یواین کے اس ورکنگ گروپ نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ بھارتی حکام خرم پرویز کے خلاف تمام الزامات واپس لیں اور انھیں ہرجانہ ادا کریں، یعنی اس زیادتی کی تلافی کے لیے معاوضہ ادا کریں۔ رپورٹ میں اس امر پر افسوس کا اظہار کیا گیا کہ خرم پرویز کو اپنے وکیل سے ملاقات اور مشاورت کے لیے درکار مناسب وقت نہیں دیا گیا۔

گذشتہ دوعشروں سے اپنی سلامتی کو خطرات میں ڈال کر کشمیر میں جاری انسانی حقوق کی

○ ماہرِ اُمورِ کشمیر، کینیڈا

پامالیوں کے واقعات کی دستاویز بندی کرتے رہے ہیں۔ ان کی بے لوث خدمات اور انسانی حقوق کی پامالیوں پر کی جانے والی جرأت مندانہ رپورٹنگ نے ان کے لیے دنیا بھر میں ہمدردی کی غیر معمولی لہر پیدا کی ہے۔ چنانچہ گرفتاری کے باوجود انھیں 'مارٹن اینالز' ایوارڈ سے نوازا گیا۔

انھوں نے انسانی حقوق کی پامالیوں پر ایک نہیں درجنوں رپورٹیں مرتب کیں۔ ان کی جرأت مندانہ لیڈرشپ میں اور ان سے جذبہ پاکر عرفان معراج کی طرح کے درجنوں نوجوانوں نے انسانی حقوق پر کام کیا اور جیلوں کی ہوا کھائی۔ چند سال پہلے اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے سیکریٹریٹ سے کشمیر پر دو جامع رپورٹیں جاری ہوئیں تھیں۔ ان دونوں رپورٹوں میں خرم پرویز اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے مرتب کردہ حقائق کو بطور حوالہ استعمال کیا گیا۔

خرم پرویز کی گرفتاری کوئی الگ تھلگ واقعہ نہیں ہے، بلکہ یہ کشمیر میں انسانی حقوق کے محافظوں کے خلاف وسیع پیمانے پر کریک ڈاؤن کا حصّہ تھا۔ بھارتی حکام نے اختلاف رائے کو دبانے کے لیے سماجی کارکنوں، سیاسی شخصیات اور صحافیوں پر دہشت گردی کے الزامات لگائے ہیں تاکہ یہ لوگ خوف زدہ ہوکر دبک جائیں اور کوئی بھی سرکار کی زیادتیوں کے خلاف آواز نہ اٹھائے۔ چنانچہ خرم پرویز کی گرفتاری کے بعد انسانی حقوق کی پامالیوں پر ہونے والا کام بُری طرح متاثر ہوا۔

دوعشروں سے زیادہ عرصے سے خرم پرویز، مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی دستاویز بندی کر رہے ہیں۔ وہ حکام کو بے خوفی کے ساتھ چیلنج کرتے ہیں۔ انھوں نے ہر موقعے پر مظلوموں کے حقوق کی وکالت کی۔ ۲۰۰۰ء میں انھوں نے انسانی حقوق کے ایک اور ممتاز علَم بردار پرویز امروز ایڈووکیٹ کے اشتراک سے ایک تنظیم 'جموں کشمیر کولیشن آف سول سوسائٹی' کی بنیاد رکھی۔ اس تنظیم کے پلیٹ فارم سے خطے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا ریکارڈ باقاعدہ ترتیب سے مرتب کیا گیا۔ اس تنظیم کی رپورٹوں میں اجتماعی قبروں، جبری گمشدگیوں، ٹارچر سیلز، ماورائے عدالت قتل اور جنسی تشدد جیسے انسانی حقوق کی پامالیوں کے چونکا دینے والے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ لاپتا افراد کے والدین کی ایک تنظیم کے تعاون سے خرم نے جبری گمشدگیوں جیسے گھناؤنے جرم کی طرف دنیا کی توجہ مبذول کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔

خرم پرویز کی انتھک محنت کو بین الاقوامی اداروں اور انسانی حقوق کی تنظیموں کی جانب

سے پذیرائی اور حمایت حاصل ہوئی ہے۔ان کی کوششوں کو اقوام متحدہ کی رپورٹوں میں تسلیم کیا گیا۔ ’تشدد کے خلاف عالمی تنظیم‘ (OMCT) کے سیکرٹری جنرل جیرالڈسٹیبر وک نے کہا: ’’خرم پرویز کی جبری، سفاکانہ اور غیر منصفانہ نظر بندی کوئی الگ تھلگ واقعہ نہیں بلکہ بھارت کی جانب سے ان افراد پر مسلسل حملوں کا نتیجہ ہے جو اس کی امتیازی پالیسیوں کو بے نقاب کرتے ہیں۔ بھارتیہ جنتا پارٹی کی حکومت کو اختلاف رائے کرنے والی ہر آواز کو دبانے کی پالیسی تبدیل کرنی چاہیے اور انسانی حقوق کے دفاع کے حق کو یقینی بنانا چاہیے‘‘۔

ایف آئی ڈی ایچ کی ایلس موگوے نے تبصرہ کیا، ’’خرم پرویز کے معاملے پر اقوام متحدہ کا فیصلہ واضح طور پر اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ اس کی نظر بندی، دراصل ان کی جانب سے انسانی حقوق کے کام کے خلاف انتقامی کارروائی ہے، جو دراصل پوری کشمیری سول سوسائٹی کو خاموش کرانے کی کوشش ہے۔اقوام متحدہ کی سفارشات کے مطابق خرم پرویز کو فوری رہا کیا جائے‘‘۔

نمایاں شخصیات کی گرفتاری کے علاوہ مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کے کارکنوں، صحافیوں اور سیاسی کارکنوں کی وسیع پیمانے پر ڈیجیٹل نگرانی بھی کی جاتی ہے۔ بھارتی حکام سوشل میڈیا پلیٹ فارموں پر اُبھرنے والی تنقیدی آوازوں کو زور زبردستی دباتے ہیں۔سوشل میڈیا پر نظر رکھنے کے لیے ایک خصوصی پولیس یونٹ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے، جو کشمیری نوجوانوں اور سماجی کارکنان کی سوشل میڈیا پر سرگرمیوں کی نگرانی پر مامور ہے۔ بھارتی حکام اسپائی ویئر جیسی جدید ٹکنالوجی کا استعمال بھی کرتے ہیں، جو کسی بھی موبائل فون اور اس کے ڈیٹا تک آسانی سے رسائی حاصل کر لیتی ہے۔ جو بھی شخص حکومتی اقدامات پر نکتہ چینی کرتا ہے اسے ’عسکریت پسندوں‘ (مجاہدین) کا حامی کہہ کر نشانہ بنایا جاتا ہے۔

بھارتی حکام نے کشمیریوں کے آن لائن اختلاف رائے کو خاموش کرانے اور دبانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے۔ ہراساں کرنے، ملازمت سے نکالنے، نظر بندیوں اور انسداد دہشت گردی کے سخت قوانین کے تحت گرفتاریوں جیسے ہتھکنڈوں کا سہارا لے کر لوگوں کو خوف زدہ کیا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے کشمیر میں میڈیا کو مختلف ذرائع سے خاموش کر دیا گیا ہے اور طاقت کے خلاف مزاحمت کرنے والوں کو حراست میں لے لیا جاتا ہے۔ یہ پریشان کن صورتِ حال بین الاقوامی توجہ کی متقاضی ہے۔